QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

اردو میں تاریخیت اور نو تاریخیت کے مباحث

DISCUSSIONS ON HISTORICISM AND NEO-HISTORICISM IN URDU

Dr. Uzma Noreen
Lecturer Urdu Department G.C Women University Sialkot
Uzma.noreen@gcwus.edu.pk

Abstract

One difference between historicism and new historicism is that new historicism is based on the idea that culture is not a holistic, unitary system, but rather the product of different attitudes and concepts that are not themselves the result of a series of texts. In other words, literature is partly constituted by and within a cultural system. Also, literature is distinct only by its own formation, otherwise this same cultural system is also at work in other manifestations of the mind and consciousness, and those manifestations also produce culture in their place. This is a double process. The concept of this double process of culture or history is the religion of structuralism thought. The result of this new concept of historicism is a literary criticism that studies literature in the light of political, social, economic, religious and artistic attitudes and methods in such a way that all of these are also historically determined, that is, text-based. As a result of Foucault's works, structuralism thought moved beyond the concerns of language and meaning to issues of history and culture, and a radical perspective on thinking about history emerged. Foucault's point is structuralism, that all culture is inherently determinate. Foucault calls all manifestations and traces of culture the "archaeology" of history, in which he includes all linguistic expressions, including poetry, literature, language, linguistics, and the episteme that colors the thought of any historical period.

Key Words:

Historicism, New Historicism, religion of structuralism, Foucault, "archaeology", poetry, literature, language, linguistics, historical period.

تاریخیت سے مراد گزشتہ تاریخ نہیں بلکہ فلسفہ، ادب اور ثقافت بھی ہیں۔ مطلب یہ کہ تاریخ کثیر الجہت اور بین العلومی اصطلاح میں بیان ہے۔ تاریخ کا الفاظ ا،ر اور خ سے مشتق ہے۔ اس سے تاریخیت کا لفظ لیا ہے جو انگریزی لفظHistoricism کے ہم پلہ ہے۔یعنی یہ ایک ایسا نظریہ ہے جس کے مطابق ثقافتی اور سماجی واقعات اور حالات کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔"یعنی تاریخ اور ماضی کے واقعات پر زیادہ ارتکاز "رکھتا ہے۔ اس سے سماجی اور ثقافتی مظاہر منطبق ہوتے ہیں۔ مختلف انگریزی لغات میںHistoricism کے لیے جو تعریفیں کی گئی ہیں۔اس کی تعریف کے حساب سے یہ ایک تصور یا نظریہ ہے جس کے تحت تاریخ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ نیز یہ تقاضہ کرتی ہے کہ اس مطالعہ میں مورخین ہر دور کا الگ الگ جائزہ لیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہر دور کی اپنی ثقافت اور اور اپنی تاریخ ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر نسیم حجازی کے ناول "قیصر وکسریٰ"کا جائزہ لیتے ہیں تو اس میں روم اور ایران کی لڑائیاں اور حجاز مقدس میں نئے نبیؐ کے ظہور کے وقت کی تاریخ اور تہذیب بیان ہوتی ہے جب کہ اگر ہم اسی مصنف کے ایک اور ناول "محمد بن قاسم "کا مطالعہ کریں تو اس دور میں طلوع اسلام کے بعد سندھ میں مسلمانوں کی آمد اور حملے کے واقعات اور ثقافتی فضا کی عکس بندی ہوئی ہے۔ اس لیے کہ ہر دور کے الگ الگ تقاضے اور اس کی الگ تاریخ ہوتی ہے۔ الگ الگ معاملات ہوتے ہیں۔۔ اس طرح ساتھ ساتھ ان کو اپنی تاریخیت میں معروضیت(Objectivity) کا راستہ تیار کرنا ہوتا ہے۔ اپنی ذاتی پسند ناپسند کو شامل نہ کرے۔

تاریخیت کا لفظ انگریزی میں مختلف ادوار میں استعمال ہوتا رہا مگر اردو میں اسے پہلی بار ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنی کتاب "دستک اس دروازے پر" میں ۱۸ مئی ۱۹۹۳ء جو استعمال کیا۔ اس طرح اسی سال ریاض صدیقی نے اسی سال اپنے مضمون تاریخیت میں بھی پہلی بار یہ لفظ استعمال کیا۔ اس کے ساتھ "نو" کا سابقہ لگا دیں تو یہ "نو تاریخیت" اور انگریزی میں "New" کا سابقہ لگانے سے یہ بنتا ہےNew Historicism یا نو تاریخیت بن جاتی ہے۔

تاریخیت کا تعلق نہ صرف ادب بلکہ فلسفے، تاریخ، معاشیات، عمرانیات اور قانون سے بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "تاریخیت "نے مختلف شعبہ جات کے ساتھ ملاپ کر کے موجودہ شکل اختیا کرلی ہے۔ تاریخیت کی کچھ صورتیں یا شکلوں کی یہ اقسام بھی ہیں:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

۱۔ ہیگل کی تاریخیت Hegelian Historicism

۲۔ بشریاتی تاریخیت Anthropological Historicism

۳۔ نئی تاریخیت New Historicism

۴۔ جدید تاریخیت Modern Historicism

۵۔ بائبل کی تاریخیت Biblical Historicism

ہیگل کی تاریخیت جارج ولیم ہیگل کے نظریات پر مشتمل ہوتی ہے۔اس کے نزدیک تاریخ کا مقصد انسانی آزادی ہے جو مکمل ریاست کے قیام سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بشریاتی تاریخیت، تاریخیت کی وہ صورت ہے جس کے تحت بشریات، ثقافت اور جدید علوم کے تناظر میں ماضی کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

نو تاریخیت یا نئی تاریخیت کا ذکر اگلے صفحات میں تفصیل سے آئے گا۔

جدید تاریخیت کو تاریخیت اور نو تاریخیت کی درمیان کی کڑی سمجھا جاتا ہے۔اس کی رو سے ماضی کے عناصر کو حال میں ضم کر دیا جاتا ہے۔

بائبل کی تاریخیت چوں کہ نام ہی سے مذہبی ہے ان کے مخصوص فرقت پروٹسٹنٹ کے حساب سے خداوند کے پیغام سے بندوں کو آگاہ کرنے کا نام بائبل تاریخیت ہے یہ مسلسل تاریخی منظر ہے جس میں بائبل کی پیشن گوئیاں بھی شامل حال ہوتی ہیں۔

تاریخیت تاریخ کی پڑھت کا نام ہے جس کے متعین کردہ اصول وضوابط کے تحت تاریخ کو پڑھنے، پڑھانے اور سمجھنے وسمجھانے کا عمل ہوتا ہے۔جس میں نہ صرف تاریخ کے متون کا تاریخی تناظر معلوم کیا جاتا ہے بلکہ دیگر علوم کی تفہیم بھی ہوتی ہے۔یعنی یہ صرف تاریخ پر محیط نہیں ہوتی بلکہ دیگر علوم جیسے عمرانی اور ثقافتی علوم سے بھی سروکار رکھتی ہے۔

اردو میں تاریخیت کے حوالے سے کئی ایک کتب لکھی گئی ہیں جن میں ڈاکٹر ناہید قمر کی "اردو ادب میں تاریخیت" ہے جو ۲۰۱۷ء میں پورب اکادمی سے شائع ہوئی۔دوسرا ایک مقالہ ہے "سید ازور عباس کا ایم فل سطح کا بہ عنوان "اردو تنقید میں تاریخیت اور نو تاریخیت کے مباحث" جو اورئینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی سے ۲۰۱۸ء میں ڈاکٹر محمد کامران کی زیرِ نگرانی مکمل ہوا۔سید ازور عباس شیرازی کا تعلق شاہ پور (سرگودھا) سے ہے جو حال ہی میں اسی نگران کے زیرِ سایہ پی ایچ ڈی بھی کر چکے ہیں۔اس مقالے کا نام "اردو مرثیے کا مابعد جدید مطالعہ" ہے۔ازور عباس آج کل شعبۂ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ میں بحیثیت لیکچرار خدمات انجام دے رہے ہیں۔تاریخیت کے حوالے سے یہ اقتباس قابلِ مطالعہ ہے:

> "تاریخیت ثقافت کو مطالعہ یا پڑھت کے دوران اہمیت دیتی ہے۔یعنی تاریخیت تقاضا کرتی ہے کہ تاریخی پڑھت ثقافتی تناظر میں کرنی چاہیئے۔مگر اس ضمن میں تاریخیت ثقافت کو ایک نظام سمجھنے پر مصر ہے اور نظام بھی واحدانی نظام۔جس سے یہ ثقافت کو قدرے محدود کر دیتی ہے۔جب کہ ثقافت کا مفہوم جدید مباحث اور علوم میں اس کے برعکس ہے۔ اسی طرح تاریخیت تاریخ کو پڑھت اور عروضی طریقے سے کرنے کی حامی ہے۔"(۱)

اسی طرح اس کے حوالے سے کی گئی تنقید کے حوالے سے یہ اقتباس ملاحظہ ہو:

> "اردو ادب و تنقید میں "تاریخیت" کے نظری مباحث کو پہلی بار باقاعدہ ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنی تصنیف "دستک اس دروازے پر" میں ۱۹۹۳ء میں پہلی بار پیش کیا۔بعد ازاں "نو تاریخیت" کے تحت مختلف نظری مباحث کے مضامین میں "تاریخیت" کو ضمنی طور پر زیرِ بحث لایا جاتا رہا۔البتہ جن میں مضامین باقاعدہ "تاریخیت کا عنوان" دے کر تاریخیت کے مباحث کو پیش کیا گیا ان میں پروفیسر عتیق اللہ کا "تاریخیت و نو تاریخیت (۲۰۰۲ء) اور انھیں کا دوسرا مضمون "نو تاریخیت اور اس کا پیش و پس" (۲۰۰۵) اور الطاف انجم کا "نئی تاریخیت (۲۰۱۳ء)" شامل ہیں۔"(۲)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

یہ تو ہوئی تاریخیت کی بحث۔ اب ہم نو تاریخیت کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔

نو تاریخیت کا نظریہ اسی کی دہائی میں مغرب میں ابھرا۔ اس میں ادب، تاریخ اور ثقافت کے رشتوں اور انھیں ہم رشتہ کرنے پر استواری دی گئی۔ اس پہلے نقاد یا مصنف اسٹیفن جے گرین بلاٹ ہیں۔ نظریہ تاریخیت ابتدائی طور پر پس ساختیات، مابعد نو آبادیات اور تانیثیت وغیرہ کے اثرات قبول کرتا ہے جب کہ جدیدیت اور ہیئت پسندی کے خلاف جاتا ہے۔

نو تاریخیت کے حوالے سے اسٹیفن جے گرین بلاٹ نے The Power of Farms in English Renaissance کے عنوان سے کتاب مرتب کی جس میں تیرہ مختلف نقادوں کے مضامین تھے۔ اس کے مطابق:

۱۔ ادب کی ایک تاریخی بنیاد ہوتی ہے اور ادبی تخلیقات نفسی ایک شعور ایک انسان کی پیداوار نہیں ہوتیں بلکہ کئی سماجی اور ثقافتی قوتیں ہوتی ہیں۔

۲۔ ادب ایک مخصوص انسانی سرگرمی نہیں بلکہ تاریخ کا ایک نقطہ نظر ہے۔

۳۔ چوں کہ ادب نسل انسانی دونوں سماجی اور سیاسی قوتوں سے تشکیل پاتے ہیں اس لیے ممکن نہیں کہ انسانی فطرت کے بارے میں بات کی جائے جو تاریخ سے ماورا ہو۔

۴۔ اپنی تاریخی مقدرت میں اٹک کر، ایک مورخ اپنی تشکیل کی سماجی یا نظریاتی رکاوٹوں سے نہیں بچ سکتا۔

یہ چار نکات نظریہ نو تاریخیت کی بنیاد ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ اسے ڈاکٹر وزیر آغا نے استعمال کیا۔ قاسم یعقوب نے "تاریخ اور نو تاریخیت" حنا جمشید اور ڈاکٹر شازیہ عنبرین نے "ادب اور ثقافت اور تاریخیت: ایک مطالعہ "ڈاکٹر مطاہر شاہ "تاریخ تاریخیت اور نو تاریخیت: بنیادی تعقلات "(۲۰۲۲ء)، ڈاکٹر عبد العزیز ملک کا "نو تاریخیت "(۲۰۲۲ء) اور نگ زیب قاسمی کا "نو تاریخیت "(۲۰۲۲ء) شامل ہیں۔ نو تاریخیت کے اطلاقی مضامین میں شمس الرحمٰن فاروقی "بڑے گھر کی بیٹی "چھوٹا کردار (۲۰۰۷ء) پروفیسر بیگ احساس کا "گردش رنگ چمن۔۔۔۔ نئی تاریخیت کی ایک روشن مثال "(۲۰۰۷ء)، قاضی عابد کا ""قصص ہند: تاریخیت اور نو تاریخیت (۲۰۱۵ء)، ڈاکٹر نسیم عباس احمر کا "خس و خاشاک زمانے۔۔۔ نو تاریخی پڑھت "(۲۰۱۲ء) اور ڈاکٹر حنا جمشید کا "عبد اللہ حسین کا نو تاریخی شعور: تحقیقی مطالعہ ""نادار لوگ "(۲۰۲۲ء) شامل ہیں۔

نظریہ نو تاریخیت یہ ثابت کرتا ہے کہ "ادب" اور "ادبی متون "خود مختار حیثیت کے حامل نہیں ہیں۔ یعنی نو تاریخیت ادب کے خود مختار ہونے کے نظریے نہیں مانتی۔۔ وجہ یہ ہے کہ صرف سامنے کی تاریخ ظاہری حقائق پر مبنی نہ ہو بلکہ پس پشت عوامل بھی مدِ نظر رکھنے چاہیئے۔ یعنی تاریخ صرف واقعات کا مجموعہ نہیں ہوتی۔ کیوں کہ ماضی کبھی بھی خالص صورت میں نہیں ملتا بلکہ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی ادبی صورت میں ہمیں ملتا ہے۔ یعنی تاریخ بیان کی جارہی ہے یا بیان ہو رہی ہے۔ لیکن نو تاریخیت کی رو سے تاریخ از خود ہوتی ہی بیان ہے۔ یہ تاریخی متون کو مکمل نہیں سمجھتی بلکہ وہ مختلف حصوں میں بٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ابو الکلام قاسمی لکھتے ہیں:

> "اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ تنقید کا کوئی بھی عمل اپنے پس منظر میں اصولی اور نظریاتی بنیادیں ضرور رکھتا ہے۔ اس بات کو عام فہم انداز میں اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر ہم کسی فن پارے میں شعری تدبیروں اور شاعرانہ صنعتوں کی نشان دہی کریں تو ان کا پس منظر یہ ہو گا کہ شاعرانہ ذہن کیوں کر اشیا میں مماثلتیں تلاش کر لیتا ہے، وہ کیسے مختلف حقائق کے اسباب عقل میں تبدیلی یا حسن پیدا کر کے اپنے بیان میں لطف اور کشش پیدا کرتا ہے۔ یا یہ کہ رمز و کنایہ اور استعارے کا استعمال کیوں سامنے کے متعین معنوں کے ساتھ دوسرے معنوں کا امکان پیدا کر دیتا ہے؟ ان باتوں میں اولذکر پس منظر سے تشبیہ یا استعارہ پیدا ہوتا ہے۔ ثانی الذکر کے باعث حسن تعلیل کی صنعت عمل میں آتی ہے اور موخر الذکر پس منظر سے پیدا ہوتا ہے۔ فن پارے کو زمان و مکان کی تبدیلی کے باوجود بامعنی رکھتا ہے۔ یہ تمام رویے شعری تنقید کے لیے نظری بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ یہی رویے جب اطلاقی سطح پر تنقیدی عمل سے مربوط

ہو جاتے ہیں تو فکری یا نظریاتی سطح پر اس کے سر چشمے انسانی زندگی یا تہذیب و ثقافت سے پھوٹنے والے محسوس ہونے لگتے ہیں۔"(۳)

چوں کہ یہ ایک نیا رجحان ہے اس لیے اس حوالے سے وزیر آغا کا یہ اقتباس نو تاریخیت کے ضمن میں اہم ہے:

"تاریخی سوانحی تنقید نے ترازو کا پلڑا تاریخ کی طرف جھکا دیا تھا۔روسی فارمل ازم، نئی تنقید اور ساختیات نے اسے عدم تسلسل کی طرف جھکا دیا۔اب نو تاریخیت آتی ہے جس نے دونوں پلڑوں کو برابر کرنے کی کوشش کی ہے۔"(۴)

پروفیسر عتیق اللہ کا مضمون "تاریخیت و نو تاریخیت"(۲۰۰۴ء) میں نو تاریخیت کے حوالے سے اس کی تقسیم کے حوالے سے وہ ادب اور تاریخ کے تصور کو بنیادی موضوع قرار دے کر، ادب میں تاریخی نقطہ نظر کے تین مختلف طریقہ ہائے کار کی وضاحت کرتے ہیں۔ایک روایتی، دوسرا مارکسی اور تیسرا نو تاریخی نقطہ نظر ہے۔ان کے مطابق:

"تاریخ نام ہے عہدِ رواں کے تسلسل کا، جو وقوعہ بہ وقوعہ، ساعت بہ ساعت ماضی کے عظیم لاشعور کدے میں ڈھلتا جارہا ہے۔۔۔تاریخ اس طویل ترین ماضی کا نام ہے جو عہد بہ عہد اپنے حال کے صیغے سے ہی پہچانا جاتا ہے۔"(۵)

اس طرح نو تاریخیت کی مکمل وضاحت کی گئی ہے۔ان کے مطابق ادبی متن کا تاریخی تناظر میں مطالعہ، تفہیم کی سطح پر ماورائی یا خود کار جمالیاتی قدر کو دعوے کی بنیاد بنانے سے گریز کرتا ہے اور یہ کہ نئی تاریخ ایک زبردست اور غالب قدرت کے باوصف انسانی فہم، جذبوں، نیز ادب و فن اور انسانی نظام کو نئی حرکت سے آشنا کرتی ہے۔مضمون نگار نے پہلی بار نو تاریخیت کی مختلف جہات کو اردو میں متعارف کرایا ہے۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیّر کا سب سے اہم مضمون "نئی تاریخیت" جو ان کی کتاب "جدید اور مابعد جدید تنقید" میں شامل ہے۔یہ کتاب ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب میں تاریخ، تاریخی تنقید، تاریخیت، نو تاریخیت اور ان کے باہمی افتراقات و اشتراکات فوکو کے تصورات، گرین بلاٹ کی تصریحات کیتھرین بیلسی اور ریمنڈ ولمیز کی تنقیدات اور نو تاریخیت کے اختصاص کو موضوع بنایا گیا ہے۔ناصر عباس نیّر کے مطابق تاریخیت، تاریخ میں اترنے اور تاریخ کو سمجھنے اور برتنے کا طریقہ ہے۔نیز یہ کہ تاریخیت ہر واقعے کو سماجی اور ثقافتی کل کی نسبت سمجھتی ہے اور اسے کل (کی تشکیل) کا ایک مرحلہ گردانتی ہے۔یوں تاریخیت دراصل تاریخ کی فلسفیانہ بصیرت دریافت کرنے سے عبارت ہے۔نو تاریخیت کے حوالے سے ناصر عباس نیّر یوں رقم طراز ہیں:

"نئی تاریخیت ادب کو اس کے خارجی منظر نامے سے منسلک قرار دیتی ہے، مگر یہ ادب اور خارج یا تاریخ میں براہ راست اور سیدھے سادے رشتے کی قائل ہرگز نہیں۔اس کی رو سے اب سماجی صورتِ حال اور تاریخی قوتوں کا صاف اور سچا عکس نہیں۔نو تاریخیت ادب اور تاریخ ان دونوں کے ربط باہم کے ان تصورات کا حامل ہے جو ساختیات اور پس ساختیات نے دیئے ہیں۔نو تاریخیت میں ادب اور تاریخ دونوں متن اور ڈسکورس ہیں اور یہی دونوں کو ایک ناگریز منطقی رشتے میں باندھتی ہے۔"(۶)

ناصر عباس نیّر کا مضمون اردو میں نو تاریخی نظریے کی وضاحت کے لیے سب سے اہم اور کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔اس مضمون میں انھوں نے اہم مباحث کو منظم اور آشکارا کیا ہے۔

وہاب اشرفی کا مضمون "مابعد جدیدیت۔۔۔تاریخیت، نئی تاریخیت"(۲۰۰۱ء) ان کی کتاب "مابعد جدیدیت۔۔۔۔مضمرات و ممکنات" میں شامل ہے جو اسی سال منظر عام پر آئی۔ان کے خیال میں نو تاریخیت مابعد جدیدیت رویہ ہونے کے باوصف نئے تناظر کو سامنے لانے والی اور یکسانیت کو ختم کرنے والا مظہر ہے۔اسی طرح نو تاریخیت تاریخی تجزیے میں سامنے آنے والے سادہ روابط سے عبارت نہیں بلکہ یہ روابط کو ادبی متن کا درجہ دینے پر آمادہ نظر آتی ہے۔وہ مزید لکھتی ہیں:

"نو تاریخیت کسی بھی مرحلے میں اتحاد سے برسرِ پیکار نظر آتی ہے۔پرانی تاریخیت *Unity* پیش کرتی ہے اور یہی ادبی متن سے توقع رکھتی ہے جب کہ نو تاریخیت میں اس بات کا احساس دلایا جاتا ہے کہ متن

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

Dynamic ہوتا ہے ۔ جس میں کثرت کے مختلف عناصر داخل ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسے متن کو *Unstable* ہونا ہی ہے۔"(۷)

گوپی چند نارنگ بھی ادبی تھیوری کے حوالے سے خاصے مشہور و معروف ہیں اور آج کل ان کی بڑی شہرت ہے۔ان کی کتاب "ساختیات، پس ساختیات" ایک اہم حوالہ ہے۔ ان کا نو تاریخیت کے حوالے سے مضمون "تاریخیت اور نو تاریخیت: ادبی تھیوری کا ایک اہم مسئلہ "ان کی کتاب "جدیدیت کے بعد" میں شامل ہے جو ۲۰۰۵ء کو شائع ہوئی۔ یہ کتابی مضمون گوپی چند نارنگ کے مختلف نظریات اور افکار کے حوالے سے بحث کا احاطہ کرتا ہے۔ان میں ادب اور تاریخ کی جدیدیات، ادب اور ثقافت کے باہمی روابط، تاریخیت، نئی تاریخیت، تانیثی و مابعد نو آبادیاتی تنقید وغیرہ شامل ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

"اگر پوچھا جائے کہ کیا ادب بے تعلق تاریخ ہے؟ تو ہر شخص کہے گا نہیں۔۔۔ لیکن اگر تاریخ کی قید سے باہر نہیں تو پھر یہ خود مختار و خود کفیل کیسے ہے؟ ادب اور تاریخ کا ترجمانی ہے بھی اور نہیں بھی۔۔۔ چناں چہ اس ربط کے متعلق دو طرح کے مخالف رویے موجود ہیں۔اول یہ کہ ادب تاریخ کا زائیدہ ہے اور ادب کا وہی مطالبہ صحیح اور مناسب ہے جو تاریخی اور سماجی تناظر کے ساتھ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ ادبی متن ایک نامیاتی کل ہے۔ یہ آزاد اور خود مختار اور ادبی مطالعہ ادبی اصولوں کی مدد سے کرنا چاہیئے نہ کہ خارجی یعنی تاریخی (سماجی و سیاسی) اصولوں کی مدد سے۔"(۸)

ڈاکٹر الطاف انجم کا مضمون "نئی تاریخیت "ان کی کتاب "اردو میں مابعد جدید تنقید" میں شامل ہے جو ۲۰۱۲ء کو شائع ہوئی۔ جس میں نو تاریخیت کے ادبی اور تاریخی سیاق پر بحث کی گئی ہے۔ اس مقالے میں نو تاریخیت کو ایک منفرد تنقیدی زاویہ کے عنوان سے سراہا گیا ہے۔وہ اپنے اس مضمون میں لکھتے ہیں:

"تاریخیت اپنی فطرت میں تاریخ نہیں ہے اور نہ ہی تاریخی واقعات کا بیان۔ بلکہ یہ تاریخ پڑھنے پڑھانے اور سمجھانے کے اصول وضوابط کی محتوی ہے۔اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ کی مطالعاتی حکمت عملی پر دال ہے۔ غرض تاریخیت تاریخ کا مفہوم اور اس تعبیر کا ایک *paradigm* ہے جو مخصوص زمانی اور مکانی تناظر میں واقعات کو پیش کرتی ہے۔۔۔ تاریخیت نے ایک اہم نکتہ ابھارا ہے کہ تاریخی واقعات اپنے اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی قوتوں کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ یہ طاقت کسی سیاسی یا مذہبی، معاشرتی یا اقتصادی آئیڈیالوجی کی مدد سے کسی شعبہ علم پر حاوی ہو جاتی ہے جو آگے چل کر دیگر علوم وفنون کے اصول ضوابط اور اقدار وماہیت کے متعین کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔"(۹)

اس طرح ان کے خیال میں یہ بھی ہے:

"نو تاریخیت کا تعلق تاریخ سے ہے لیکن یہ تعلق ترقی پسند تحریک کی نوعیت کا نہیں ہے۔ نو تاریخیت کے لیے تاریخ کا کوئی واقعہ قابلِ توجہ ہو سکتا ہے۔"(۱۰)

اس طرح مختلف اور نقادوں نے بھی تاریخیت اور نو تاریخیت کے حوالے سے اپنے مضامین سپردِ قلم کیے ہیں۔ یہاں اس کا تذکرہ ممکن نہیں ہے۔ البتہ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تاریخیت اور نو تاریخیت کے ضمنی اصول اور قاعدے جدید تنقید کے حوالے سے اہم ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ محمد عمر فاروق، نظریہ نو تاریخیت اور اردو ادب میں نو تاریخیت کے نظری و اطلاقی مباحث کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ (غیر مطبوعہ مقالہ)، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲۰۲۳ء، ص ۹۷۔۹۸

۲۔ ایضاً، ص ۹۸

۳۔ ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی، نظریاتی تنقید (مسائل ومباحث)، بیکن بکس، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۷

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

۴۔ ایضاً، ص۹

۵۔ پروفیسر عتیق اللہ، تاریخیت، نو تاریخیت (مضمون) مشمولہ، ترقی پسندی، جدیدیت، مابعد جدیدیت، مرتبہ ڈاکٹر ندیم احمد، بھارت آفسٹ، دہلی، ۲۰۰۵ء، ص ۴۵۲

۶۔ ناصر عباس نیئر، جدید اور مابعد جدید تنقید، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۲۴۵

۷۔ ڈاکٹر وہاب اشرفی، مابعد جدیدیت: مضمرات و ممکنات، ایجوکیشنل بک ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۴ء، ص ۱۳۲

۸۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، جدیدیت کے بعد، ایجوکیشنل بک ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۵ء، ص ۱۳۵

۹۔ ڈاکٹر الطاف انجم، اردو میں مابعد جدید تنقید (اطلاقی مثالیں، مسائل و ممکنات)، ایجوکیشنل بک ہاؤس، دہلی، ۲۰۱۳ء، ص ۲۵۷

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۷۳